تذکرہ

حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ

مع

کونڈے کی نیاز کا شرعی حکم

مؤلف
ابوالحسن سید احسان اللہ شاہ
بخاری، قادری، عطاری

میلاد پبلیکیشنز

تذکرہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ

مع

کونڈے کی نیاز کا شرعی حکم

مؤلف

ابوالحسن سید احسان اللہ شاہ بخاری قادری عطاری

میلاد پبلیکیشنز دربار مارکیٹ لاہور۔ پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام کتاب تذکرہ حضرت امام جعفر صادق ﷺ مع کونڈے کی نیاز کا شرعی حکم

مؤلف بوالحسن سید احسان اللہ شاہ بخاری قادری عطاری

اشاعت اول جون 2010ء

صفحات 48

قیمت 40 روپے

ناشر **میلاد پبلیکیشنز**

دربار مارکیٹ لاہور

موبائل 0333-4503530 محمد امجد علی عطاری

ملنے کے پتے

- مکتبہ اعلیٰ حضرت دربار مارکیٹ لاہور
- ضیاء القرآن پبلی کیشنز دربار مارکیٹ لاہور
- شبیر برادرز اردو بازار لاہور
- زاویہ پبلیشرز دربار مارکیٹ لاہور
- مکتبہ غوثیہ ہول سیل کراچی
- مکتبہ فیضان سنت ملتان
- اسلامک بک کارپوریشن راولپنڈی

فہرست

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کتاب پڑھنے کی دُعا

میرے میٹھے میٹھے مرشد گرامی، دعوت اسلامی کے بانی، قبلہ سیدی شیخ طریقت، عاشقِ اعلیٰ حضرت، محبوبِ علمائے اہلسنت، امیر اہلسنت، حضرت علامہ مولانا الحاج القاری ابو بلال

محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی

دامت برکاتہم العالیہ ارشاد فرماتے ہیں:
''دینی کتاب یا اسلامی سبق پڑھنے سے پہلے ذیل میں دی ہوئی دُعا پڑھ لیجئے ان شاء اللہ عزوجل جو کچھ پڑھیں گے یاد رہے گا۔''

دعا یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ افْتَحْ عَلَیْنَا حِکْمَتَكَ وَانْشُرْ عَلَیْنَا رَحْمَتَكَ یَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَام.

ترجمہ: ''اے اللہ عزوجل! ہم پر علم و حکمت کے دروازے کھول دے اور ہم پر اپنی رحمت نچھاور فرما! اے عظمت و بزرگی والے!''

(المستطرف، جلد نمبر 1، صفحہ نمبر 40 مطبوعہ دار الفکر بیروت)

نوٹ: اوّل آخر ایک ایک بار درود شریف پڑھ لیجئے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

پہلے اسے پڑھ لیجئے

اللہ عزوجل کے محبوب بندے دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد بھی لوگوں کے دلوں پر حکومت کرتے ہیں ان اللہ والوں کا تذکرہ باعثِ نُزولِ رحمت ہے اللہ والوں کے حالات و واقعات پڑھ، سن کر دلوں میں خوف خدا عزوجل اور عشق مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوتا ہے۔ عمل کا جذبہ ملتا ہے آخرت کی تیاری کا ذہن بنتا ہے۔ چنانچہ دعوتِ اسلامی کے بانی قبلہ شیخ طریقت، امیر اہلسنت، پاسبان مسلک اعلیٰ حضرت، رہبر شریعت، عالم نیت حضرت علامہ مولانا الحاج القاری ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ اپنے رسالے ''گلدستہ عطاریہ'' کے صفحہ نمبر 7 پر کسی دانا کا قول نقل کرتے ہیں:

قَصَصُ الْاَوَّلِیْنَ مَوَاعِظُ الْاٰخِرِیْنَ

''یعنی اگلوں کے قصے پچھلوں کے لئے نصیحت ہوتے ہیں۔''

اس رسالے میں حضرت سیّدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے مختصر اًحالات وواقعات تحریر کئے گئے ہیں اور آخر میں کونڈے کی نیاز سے متعلق اہم معلومات بھی فراہم کی گئی ہے۔ جو مسلمان بھی اپنے گھروں میں کونڈے کی نیاز کرتے ہیں ان کی خدمت میں عرض ہے کہ کونڈے کی نیاز میں اس رسالے کو اوّل تا آخر کم ازکم ایک بار مکمل پڑھ کر بیان کریں اور فیضانِ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے اپنی جھولیاں بھریں، اللہ ان کے فیض سے ہم سب کو مالا مال فرمائے اور ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

آیئے اس رسالے کو پڑھنے سے پہلے اچھی اچھی نیتیں کر لیتے ہیں۔

''کونڈے جائز ہیں'' کے 12 حروف کی نسبت سے اس رسالے کو پڑھنے کی ''12 نیتیں''

فرمان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

نِيَّةُ الْمُؤْمِنِ خَيْرٌ مِّنْ عَمَلِهٖ

''یعنی مسلمان کی نیت اُس کے عمل سے بہتر ہے۔''

(معجم کبیر طبرانی، حدیث 5942، جلد نمبر 6، صفحہ نمبر 185 مطبوعہ بیروت)

2 مدنی پھول:

1۔ بغیر اچھی نیت کے کسی بھی عمل خیر کا ثواب نہیں ملتا۔

2۔ جتنی اچھی نیتیں زیادہ، اُتنا ثواب بھی زیادہ۔

(1) ہر بار حمد و (2) صلوٰۃ اور (3) تعوذ و (4) تسمیہ سے آغاز کروں گا۔ (پچھلے صفحہ پر اوپر دی ہوئی دو عربی عبارات پڑھ لینے سے چاروں نیتوں پر عمل ہو جائے گا۔) (5) حتی الوسع اس کا باوضو اور (6) قبلہ رو مطالعہ کروں گا (7) دوسروں کو یہ رسالہ پڑھنے کی ترغیب دلاؤں گا (8) اپنے مرحومین کے ایصالِ ثواب کے لئے زیادہ تعداد میں خرید کر مفت تقسیم کروں گا (9) اس رسالے سے حاصل ہونے والی دینی معلومات کو دوسروں تک پہنچاؤں گا (10) اس رسالے کے مطالعے کا ثواب ساری امت کو ایصال کروں گا (11) حضرت سیّدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے نقشِ قدم پر چلنے کی کوشش کروں گا (12) کتابت وغیرہ میں شرعی یا کمپوزنگ وغیرہ کی کوئی غلطی ملی تو ناشرین کو تحریری طور پر مطلع کروں گا انشاء اللہ عزوجل۔

(مصنف یا ناشرین وغیرہ کو کتابوں کی اغلاط صرف زبانی بتانا خاص مفید نہیں ہوتا)

شرفِ انتساب

تمام اہل بیت اطہار بالخصوص

حضرت سیّدُ نا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ

اور

تمام صحابہ کرام بالخصوص

حضرت سیّدُ نا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

کے نام

اور

اُس مقدس ہستی کے نام کہ جن کی برکت سے آج لاکھوں دلوں میں عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ،عشق صحابہ، عشق اہلبیت اور عشق اولیاء رضی اللہ عنہم کا دریا موجیں مار رہا ہے یعنی عاشق اعلیٰ حضرت، بانیٔ دعوت اسلامی قبلہ سیّدی وسَنَدی شیخ طریقت، امیر اہلسنت حضرت علامہ مولانا الحاج القاری الشاہ ابوبلال **محمد الیاس عطار** قادری رضوی ضیائی دامت برکاتھم العالیہ

طالبِ مغفرت

خادِمِ مسلکِ اعلیٰ حضرت

ابوالحسن **سیّدُ احسان اللہ شاہ** بخاری قادری عطاری رضوی

0313-5632526

درود شریف کی برکت

میرے مرشد گرامی، بانی دعوت اسلامی قبلہ سَیِّدی وسَنَدی شیخ طریقت امیر اہلسنت، عاشق اعلیٰ حضرت، محبوبِ علمائے اہلسنت، عالم شریعت و نیت عاشقِ صحابہ و اہلبیتِ اطہار باب المدینہ کراچی کے تاجدار، مبلغ اعظم پاکستان، میری جان، میری شان، میری پہچان حضرت علامہ مولانا الحاج، القاری الشاہ ابو بلال پیر محمد الیاس عَطّار قادری رضوی ضیائی حنفی دامت برکاتہم العالیہ اپنے ایک سنتوں بھرے بیان میں ارشاد فرماتے ہیں:

''ایک تجارتی قافلہ سفر پر تھا۔ دریں اثنا ایک مسافر کو حادثہ پیش آیا اور اس کی سواری کے جانور کی ٹانگ ٹوٹ گئی اور وہ سنسان جنگل میں قافلے کے پیچھے رہ گیا۔ اس پریشانی کے عالم میں اُسے درود و سلام کے فضائل یاد آئے اور اس نے درود و سلام کا ورد شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد اچانک اسے دور سے دھول اڑتی ہوئی نظر آئی، جب گرد کے بادل چھٹے تو تین نورانی سوار نمودار ہوئے۔

قریب آکر ایک سوار نے پوچھا'' ''آپ یہاں کیوں بیٹھے ہیں؟''

انہوں نے رو رو کر اپنا حالِ زار بیان کیا۔ اس سوار نے زخمی جانور کے پاس آکر درود شریف پڑھ کر دم کیا۔ دم کی برکت سے اُسی وقت وہ ٹوٹی ہوئی ٹانگ درست ہو گئی۔ مسافر خوشی سے جھوم اٹھا اور ان تینوں نورانی بزرگوں میں جو سب سے زیادہ صاحبِ وجاہت تھے ان کا دامنِ کرم تھام کر عرض کیا'' ''یہ کون ہیں جن کی ایک نگاہِ کرم سے میرا جانور تندرست ہو گیا۔''

ان نورانی چہرے والے بزرگ کے مبارک ہونٹوں کو جنبش ہوئی رحمت کے پھول جھڑنے لگے اور الفاظ کچھ یوں ترتیب پائے۔ ''یہ دونوں میرے نواسے حسن و حسین رضی اللہ عنہما ہیں اور میں ان کا نانا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہوں۔ تم نے درود شریف پڑھ کر فریاد کی تھی ہم تمہاری مصیبت کو دیکھ کر پہنچے ہیں۔''

(حوالہ آڈیو بیان حسینیت کسے کہتے ہیں؟ بمقام خانیوال 1988ء مکتبۃ المدینہ دعوتِ اسلامی)

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب! صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّد صلی اللہ علیہ وسلم

میرے میٹھے میٹھے اور پیارے پیارے اسلامی بھائیو! اس حکایت سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی حضور اکرم، نُورِ مجسم، شاہِ بنی آدم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے تمام صحابہ کرام اور اہلبیت اطہار و جملہ اولیائے کرام رضی اللہ عنہم سے دل میں سچی پکّی محبت رکھے اور کسی مشکل میں گھر جائے اور درود وسلام پڑھ کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہِ بے کس پناہ میں فریاد کرے تو سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس پر اللہ عزوجل کی عطا سے نظرِ کرم فرماتے اور اس کی مشکلیں حل کرتے ہیں۔

میرے آقا اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت، پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، حضرت علامہ مولانا الحاج الحافظ القاری الشاہ مفتی امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن حدائقِ بخشش شریف میں فرماتے ہیں:

فریاد اُمتی جو کرے حال زار میں
ممکن نہیں کہ خیر بشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر نہ ہو

مزید ایک مقام پر فرماتے ہیں:

واللہ وہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سن لیں گے فریاد کو پہنچیں گے
اتنا بھی تو ہو کوئی جو آہ کرے دل سے

(حدائق بخشش، کلام امام اہلسنت رضی اللہ عنہ)

اہلِ حق کا قدیم طریقہ

مشکل وقت میں اللہ عزوجل کے محبوب بندوں سے مدد مانگنا مثلاً المدد یا رسول اللہ کہنا، المدد یا غوثِ اعظم کہنا بالکل جائز ہے، اللہ عزوجل کے محبوب بندے اللہ عزوجل کی عطا اور اجازت سے ہی اپنے چاہنے والوں کی مشکلیں اور پریشانیاں دور کرتے ہیں اور اللہ کے پیاروں کو مصیبت کے وقت پکارنا یہ کوئی نیا طریقہ نہیں ہے جیسا کہ شیخ طریقت، امیر اہلسنت، بانیٔ دعوت اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی دامت برکاتہم

فرماتے ہیں:

''مشکلات میں سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مدد چاہنا اور یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پکارنا اہلِ حق کا قدیم طریقہ رہا ہے۔''

(حوالہ رسالہ نمبر 17 حسینی دولہا (تخریج شدہ) صفحہ نمبر 21، مکتبۃ المدینہ دعوتِ اسلامی)

دور و نزدیک سے سُننے والے وہ کان
کانِ لعلِ کرامت پہ لاکھوں سلام

میں قرباں اِس ادائے دستگیری پر میرے آقا
مدد کو آگئے جب بھی پکارا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نعرے سے ہم کو پیار ہے
ان شاء اللہ دو جہاں میں اپنا بیڑا پار ہے

تفصیلی معلومات کے لئے مکتبہ اعلیٰ حضرت داتا دربار مارکیٹ لاہور سے شائع ہونے والی کتاب ''غیر اللہ سے مدد مانگنا کیسا؟'' ملاحظہ فرمائیں اور شیخ طریقت، امیر اہلسنت حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ کا سنتوں بھرا بیان ''کراماتِ غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ'' مکتبۃ المدینہ کی کسی بھی شاخ سے حاصل کر کے سماعت فرمائیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے گستاخوں سے دور رہیے

شواہد الحق صفحہ نمبر 539 کے حوالے سے حضرت علامہ مولانا الحاج قبلہ مفتی محمد امین صاحب دامت برکاتہم العالیہ اپنی مشہور زمانہ تصنیف ''آبِ کوثر'' میں تحریر فرماتے ہیں:

''حضرت شیخ ابو عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''ایک دفعہ جب میں حج کرنے گیا تو وہاں مجھے ایک آدمی ملا' اُس نے بیان کیا کہ ''مجھے پیاس کبھی نہیں لگتی اور میں پانی نہیں پیتا۔''

میں نے وجہ دریافت کی تو اس نے کہا ''ہاں اس کا سبب میں آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔'' پھر بتایا کہ ''میں اہلِ حلہ سے ہوں اور اس سے پہلے میری عقیدت حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ نہیں تھی' میں ایک رات سویا تو خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہے اور لوگ نہایت کرب اور پریشانی میں سرگرداں ہیں اور شدت پیاس میں مبتلا ہیں۔ مجھے بھی بے حد پیاس لگی تھی لوگ ایک طرف جا رہے تھے۔ میں بھی اُدھر کو چل دیا، آگے بڑھا تو حوضِ کوثر آ گیا۔ اس کے چاروں کونوں پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بیٹھے ہوئے ہیں۔ ایک کونے پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں، دوسرے پر حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ہیں' تیسرے پر حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ ہیں اور چوتھے پر حیدر کرار حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ اور وہ لوگوں کو پانی پلا رہے ہیں میں نے سوچا ''مجھے دوسروں سے کیا غرض' میں تو اپنے علی رضی اللہ عنہ سے پانی پیوں گا کیونکہ میری ساری عقیدت ومحبت تو انہی سے ہے۔'' جب میں حیدر کرّار مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کے سامنے حاضر ہوا تو آپ نے مجھے ایک نظر دیکھا اور میری طرف سے چہرہ مبارک دوسری طرف پھیر لیا، پھر میں مجبوری کی حالت میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا تو انہوں نے بھی ایسا ہی کیا' پھر حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس گیا انہوں نے بھی ایسا کیا، پھر حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا تو انہوں نے بھی میرے ساتھ یہی سلوک کیا' پھر جب میں ہر طرف سے مایوس و ناکام ہو کر پریشانی کے عالم میں اِدھر اُدھر دیکھنے لگا تو مجھے سرورِ عالم، محسنِ اعظم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نظر آ گئے جو کہ اپنی امت کو حوضِ کوثر کی طرف بھیج رہے تھے' میں بھی حاضر خدمت ہو گیا اور عرض کیا ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! مجھے سخت پیاس لگی ہوئی ہے اور مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کے ہاں حاضر ہوا تھا کہ مجھے پانی پلائیں' مگر انہوں نے مجھ سے اپنا چہرہ ہی

پھیر لیا ہے، اسی طرح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے بھی میری طرف کوئی توجہ نہیں کی۔"

یہ سن کر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (غیب کی خبر دیتے ہوئے ارشاد) فرمایا "میرے پیارے علی رضی اللہ عنہ تجھے کیوں پلاتے، جب کہ تیرے سینے میں میرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بغض (نفرت) موجود ہے"

اس جواب پر میں نے عرض کیا "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اگر میں توبہ کرلوں تو پھر؟"

اس گزارش پر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا "ہاں اگر تو توبہ کرلے اور مسلمان ہو جائے تو میں تجھے حوضِ کوثر کا پانی پلاؤں گا جس کے بعد تو کبھی بھی پیاسا نہ ہوگا"

تو میں نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دستِ شفقت پر توبہ کی اور اسلام قبول کیا پھر اُمت کے والی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے حوضِ کوثر پر لائے اور اپنے دستِ کرم سے مجھے جامِ کوثر عطا فرمایا جس سے میں سیراب ہو گیا اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔ اور مجھے کبھی پیاس نہیں لگی۔"

اس واقعہ کی تصدیق و تائید اس حدیث پاک سے بھی ہوتی ہے جس کو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"میرے حوضِ کوثر کے چار رکن ہیں ایک رکن میرے پیارے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے قبضہ میں ہوگا، دوسرا رکن میرے پیارے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے قبضہ میں ہوگا، تیسرا رکن میرے پیارے عثمان رضی اللہ عنہ کے قبضہ میں اور چوتھا رکن میرے پیارے علی رضی اللہ عنہ کے قبضہ میں ہوگا۔"

(حوالہ آب کوثر، صفحہ نمبر 42 تا 45 مطبوعہ مکتبہ سلطانیہ محمد پورہ سردار آباد (فیصل آباد))

سچا محب اہلبیت رضی اللہ عنہم کون؟

اس حکایت سے روزِ روشن کی طرح یہ بات واضح ہوگئی کہ جس کے دل میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہر صحابی کی سچی پکی محبت وعقیدت ہوگی وہی سچا محبِ اہلبیت کہلانے کا حقدار ہے، ورنہ کوئی لاکھ علی علی کرتا رہے یا حسین یا حسین کے نعرے لگاتا رہے اپنے آپ کو اہلبیت کا خادم کہتا رہے لیکن حضور علیہ السلام کے کسی ایک صحابی سے بھی اُسے بغض وکینہ ہوتو وہ محبِ اہلبیت نہیں، دشمن اہلبیت ہے، بغض صحابہ کے ہوتے ہوئے محبت اہلبیت کچھ کام نہ آئے گی۔

اللہ کرے دل میں اُتر جائے میری بات!

اہل سنت کا ہے بیڑا پار اَصحابِ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و رضی اللہ عنہم
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

(کلامِ امامِ اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ، حدائق بخشش شریف)

ہم کو اللہ عزوجل اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پیار ہے
اِنْ شآءَ اللہ اپنا بیڑا پار ہے
اُمَّھاتُ المومنین و چار یار
سب صحابہ رضی اللہ عنہم سے ہمیں تو پیار ہے
محفوظ سدا رکھنا شہا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے ادبوں سے
اور مجھ سے بھی سرزد نہ کبھی بے ادبی ہو
صحابہ رضی اللہ عنہم کا گدا ہوں اور اہل بیت کا خادم
یہ سب ہے آپ ہی کی تو عنایت یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(کلامِ امیرِ اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ، وسائل بخشش شریف)

تذکرہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ

آیئے اب حضرت سیّد امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے حالات و واقعات پڑھ کر دونوں جہاں کی خوب برکتیں حاصل کریں۔

ولادت شریف:

حضرت سیّدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی ولادت 17 ربیع النور شریف 83ھ ہجری پیر شریف کے دن مدینہ منورہ میں ہوئی۔

کنیت والقاب:

حضرت سیّدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوعبداللہ اور ابواسماعیل جبکہ لقب صادق، فاضل اور طاہر ہے۔

صادق کسے کہتے ہیں؟

صادق کا لُغوی معنی ہے ''سچّا'' اور صادق اُس شخص کو کہتے ہیں ''جو بات جیسی ہو ویسے ہی زبان سے بیان کرے۔''

(فیضانِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، صفحہ 29 بحوالہ التعریفات صفحہ 95، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ بابُ المدینہ کراچی)

حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا نسب:

حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی والدہ محترمہ کا اسمِ گرامی حضرت سیدتنا اُمّ فروہ بنت قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہم ہے، جبکہ آپ رضی اللہ عنہ کے والد گرامی کا اسمِ مبارک حضرت سیدنا امام محمد باقر بن علی زین العابدین بن حسین بن علی المرتضیٰ شیرِ خدا رضی اللہ عنہم ہے۔ یوں آپ رضی اللہ عنہ والدہ کی طرف سے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور والد کی طرف سے حضرت سیدنا علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے جا ملتے ہیں۔ یعنی آپ والدہ کی طرف سے ''صدّیقی'' اور والد کی طرف سے ''علوی و فاطمی'' ہیں۔

❁ سیدنا جعفر بن ام فروہ بنت قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق

سیدنا جعفر بن محمد باقر بن علی زین العابدین بن حسین بن علی المرتضیٰ

(فیضانِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ صفحہ 82 بحوالہ اللباب فی تہذیب الانساب، باب الصاد المھملۃ والالف، جلد 2 صفحہ 41، شرح العقائد صفحہ 328)

تمام سیّد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پوتے اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے نواسے ہیں:

پارہ نمبر 26، سورۃ الاحقاف، آیت نمبر 15 کے تحت تفسیر نورُ العرفان میں مفسر قرآن، مفسر شہیر، حکیم الامت، تاجدارِ گجرات قبلہ مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''حضرتِ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی پڑپوتی فردہ بنتِ قاسم ابنِ محمد ابنِ ابی بکر الصدیق سیدنا امام جعفر کے نکاح میں آئیں جن سے تمام ساداتِ کرام کی نسل چلی لہٰذا تمام سید حضرت علی مرتضیٰ کے پوتے اور سیدنا صدیق اکبر کے نواسے ہیں۔'' رضی اللہ عنہم (تفسیر نورُ العرفان شریف صفحہ نمبر 605، مطبوعہ نعیمی کتب خانہ گجرات)

عبادت وریاضت اور مجاھدے:

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ ظاہری و باطنی علوم کے جامع تھے اور ریاضت وعبادت اور مجاہدے میں مشہور تھے چنانچہ

امام مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ

''میں ایک زمانے تک آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت مبارکہ میں آتا رہا۔ میں نے ہمیشہ آپ کو تین عبادتوں میں سے کسی ایک میں مصروف پایا' یا تو آپ نماز پڑھتے ہوئے ملتے یا تلاوتِ قرآن میں مشغول ہوتے یا پھر روزہ دار ہوتے۔''

(شرح شجرۂ قادریہ رضویہ عطاریہ صفحہ نمبر 58، مکتبۃ المدینہ دعوتِ اسلامی)

بارگاہ الٰھی عزوجل سے کپڑے عطا ھوئے:

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت سیّدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اکیلے ہی کہیں جارہے تھے اور زبان پر ذکرِ الٰہی عزوجل بھی جاری تھا۔ کوئی دل جلا آدمی بھی آپ رضی اللہ عنہ کے پیچھے پیچھے آرہا تھا وہ بھی ذکرِ الٰہی عزوجل کر رہا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں عرض کی کہ ''یا اللہ عزوجل!

میرے پاس کپڑے نہیں ہیں''۔

چنانچہ فوری طور پر بارگاہ خداوندی عزوجل میں آپ رضی اللہ عنہ کی دعا مقبول ہوئی اور کپڑوں کا جوڑا عنایت ہوا۔ جنہیں آپ نے پہن لیا۔ اُسی وقت وہ شخص جو آپ رضی اللہ عنہ کے پیچھے پیچھے چلا آرہا تھا سامنے آکر کہنے لگا کہ ''میں بھی آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ذکر الٰہی عزوجل میں شامل تھا اس لئے آپ اپنے پرانے کپڑے مجھے دے دیں۔'' آپ رضی اللہ عنہ نے فوراً اُسے اپنے پرانے کپڑے دے دیئے۔ (خزینہ کراماتِ اولیاء صفحہ نمبر 193، نوری کتب خانہ لاہور)

انگور کی ٹوکری اللہ عزوجل نے عطا فرمائی:

حضرت سیّدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ مستجاب الدعوات تھے آپ رضی اللہ عنہ کو اللہ عزوجل کی بارگاہ میں ایک خاص مقام حاصل تھا چنانچہ

- حضرت سیّدنا لیث بن سعد رحمۃ اللہ علیہ راوی ہیں فرماتے ہیں: ''میں 113 ہجری کے حج میں پیدل چل کر حاضر ہوا۔ مکہ شریف میں ایک روز نماز عصر کے بعد ابو قبیس کی پہاڑی پر چڑھا تو وہاں ایک مرد حق کو دعا و ذکر میں مشغول پایا (اس کے بعد ذکر و دعا کی تفصیل اس طرح ہے)

وہ کہنے لگا ''یا رَبِّ یا رَبِّ۔۔۔ یہاں تک کہ اس کا سانس پھول گیا۔ پھر یا رَبّاہ یا رَبّاہ کہا پھر اسی طرح ایک سانس میں یا اللہ یا اللہ۔۔۔ پوری ایک سانس بھر کہتا رہا۔ یا حیی یا حیی۔۔۔ پوری ایک سانس بھر کہتا رہا۔

یا رحمن یا رحمن۔۔۔ پوری ایک سانس بھر کہتا رہا۔ یا رحیم یا رحیم۔۔۔ پوری ایک سانس بھر کہتا رہا۔ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِین یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِین 7 مرتبہ یہاں تک کہ سانس پوری ہوگئی۔ پھر دعا کی ''مالک و مولا! مین انگور کھانا چاہتا ہوں مجھے کھلا' اور مولا! میری چادریں پھٹ گئی ہیں۔''

حضرت لیث بیان کرتے ہیں ''ابھی دعا ختم بھی نہ ہونے پائی تھی کہ انگور سے بھری ہوئی ایک ٹوکری وہاں موجود تھی۔ حالانکہ اس وقت روئے زمین پر کہیں انگور کا موسم نہیں تھا اور دو چادریں بھی موجود تھیں۔ اس مردِ حق نے انگور کھانا

چاہے۔ میں نے عرض کیا ''میں بھی حصے دار ہوں''۔

فرمایا ''وہ کیسے؟''

میں نے عرض کیا ''آپ جب دعا کر رہے تھے میں آمین کہہ رہا تھا''۔

فرمایا ''آگے آؤ تم بھی کھاؤ''۔

میں نے قریب پہنچ کر انگور کے دانے کھائے۔ اتنے لذیذ انگور میں نے عمر میں کبھی نہیں کھائے تھے۔ ان میں بیج بھی نہیں تھے۔ میں شکم سیر ہو گیا مگر انگوروں میں کمی نہیں آئی۔ پھر فرمایا ''ان چادروں میں سے جو پسند ہو لے لو''۔

میں نے عرض کی ''مجھے حاجت نہیں''۔

آپ نے فرمایا ''پھر تخلیہ کرو' میں کپڑے بدل لوں''۔

میں ایک طرف ہو گیا۔ انہوں نے ایک چادر کا تہبند بنایا اور دوسری اوڑھ لی اور اُتاری ہوئی چادریں ہاتھ میں لئے ابوقبیس سے نیچے اُترے' میں بھی ہمراہ چلا جب صفا و مروہ کے درمیان پہنچے تو ایک شخص ان کے قریب آیا اور التجا کی ''اے فرزندِ رسول! صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جنت کے جوڑوں میں سے کوئی جوڑا پہننے کو عطا فرمائیے''۔

اُتاری ہوئی چادریں آپ رضی اللہ عنہ نے اُس شخص کے حوالے کیں اور آگے تشریف لے گئے''۔

لیث بن سعد رضی اللہ عنہ نے اُس شخص سے پوچھا ''یہ کون تھا''؟

اُس نے کہا ''یہ گُلِ گلزارِ زہراء' فرزندِ شہیدِ کربلا اِبن امام باقر حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ ہیں''۔

حضرت لیث بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ''یہ سن کر میں آپ رضی اللہ عنہ کو تلاش کرنے کے لئے دوڑا تا کہ فیضانِ نبوت کی کچھ کرنیں سمیٹ سکوں' مگر افسوس کہ آپ کو نہ پا سکا۔''

(جامع کراماتِ اولیاء (اُردو) جلد دوم صفحہ 584 اور 585۔ رَوض الرِّیاحین فی حکایات الصالحین ترجمہ بنام ''بزم اولیاء'' صفحہ نمبر 159' 160۔ رفیق الحرمین صفحہ نمبر 294 تا 296۔ شواہدُ النبوۃ صفحہ 331 اور 332)

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی شان و عظمت:

حضرت سیّدنا امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں:

''حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کو جب کسی چیز کی ضرورت پڑتی تو پروردگار عالم عزوجل کے حضور عرض کرتے' اے اللہ! مجھے فلاں چیز کی ضرورت ہے (لہٰذا مجھے عطا فرمائی جائے) ابھی آپ رضی اللہ عنہ کی دعا پوری نہ ہونے پاتی کہ مطلوبہ چیز آپ رضی اللہ عنہ کے پہلو میں رکھ دی گئی ہوتی''

(جامع کرامات اولیاء (اُردو) جلد دوم صفحہ نمبر 582 ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو اور اُنکے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی سخاوت:

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک دن کسی شخص کی روپوں کی تھیلی گم ہوگئی۔ اس نے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے آکر کہا کہ'' آپ نے ہی میرے روپوں کی تھیلی گم کی ہے۔''

آپ رضی اللہ عنہ نے اُس سے پوچھا کہ'' تمہاری تھیلی میں کتنے روپے تھے''

اُس نے کہا'' میری تھیلی میں ایک ہزار روپیہ تھا''۔

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اُس شخص کو اپنے گھر لے گئے اور 2 ہزار روپے اُسے دے دیئے۔ جب وہ شخص اپنے گھر واپس آیا تو اُسے اُس کی گمشدہ تھیلی مل گئی۔ اُس نے آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر معذرت طلب کی اور روپیہ واپس کرنا چاہا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا'' ہم دی ہوئی چیز واپس نہیں لیتے''۔

اُس شخص نے لوگوں سے آپ رضی اللہ عنہ کے متعلق دریافت کیا۔ جب لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ کا تعارف کرایا تو وہ شخص بہت شرمسار ہوا۔ (خزینۂ کرامات اولیاء صفحہ نمبر 193)

عاجزی کے پیکر:

حضرت سیّدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ عالی نسب ہونے کے باوجود عاجزی کے پیکر تھے۔ ایک مرتبہ داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ نے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی'' آپ چونکہ اہل بیت میں سے ہیں' اس لئے مجھے کچھ نصیحت فرمائیں۔''

لیکن وہ خاموش رہے۔ جب آپ نے دوبارہ عرض کی کہ اہل بیت ہونے کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو فضیلت بخشی ہے' اس لحاظ سے نصیحت کرنا آپ کے لئے ضروری ہے''۔

یہ سن کر امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''مجھے تو خود یہ خوف لاحق ہے کہ کہیں قیامت کے دن میرے جدِّ اعلیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرا ہاتھ پکڑ کر یہ نہ پوچھ لیں کہ ''تو نے میری پیروی کیوں نہیں کی؟'' کیونکہ نجات کا تعلق نسب سے نہیں اعمال صالحہ پر موقوف ہے۔''

یہ سن کر حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ کو رونا آ گیا کہ ''وہ ہستی جن کے جدِّ امجد سرورِ عالم۔ نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، جب ان کے خوفِ خدا عزوجل کا یہ عالم ہے تو میں کس گنتی میں آتا ہوں؟''

(شرح شجرۂ قادریہ رضویہ عطاریہ صفحہ نمبر 59 بحوالہ تذکرۃ الاولیاء اور کشف المحجوب (اُردو) صفحہ نمبر 135 اور 136)

واہ کیا شان ہے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی:

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ ''حضرت سیّدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے غلاموں میں بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ رضی اللہ عنہ غلاموں کی طرف مخاطب ہو کر فرمانے لگے کہ ''آیئے ہم سب مل کر اس بات کا عہد کریں کہ ہم میں سے قیامت کے دن جو شخص نجات حاصل کرے تو وہ بارگاہِ الٰہی عزوجل میں دوسروں کی نجات کی سفارش کرے گا۔''

غلاموں نے حیران ہو کر عرض کیا ''اے جگر گوشۂ رسول! آپ کو ہم غریبوں کی سفارش کی کیا ضرورت جبکہ آپ کے نانا جان شفیع روزِ جزا ہیں۔''

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''مجھے اپنے افعال سے شرم آتی ہے کہ کس طرح بروزِ محشر اپنے نانا جان کے سامنے کون سا منہ دکھاؤں گا۔''

(خزینۂ کراماتِ اولیاء صفحہ نمبر 232، کشف المحجوب (اُردو) صفحہ نمبر 136، اکبر بک سیلرز اردو بازار لاہور)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو اور اسلامی بہنوں! دیکھا آپ نے اتنی اُونچی شان کے مالک ہونے کے باوجود کس قدر عاجزی وانکساری فرما رہے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ اپنے نسب پر فخر و تکبر نہیں کیا کرتے تھے، خوف خدا عزوجل سے ہر وقت آخرت کو پیشِ نظر رکھتے اور دوسروں کو بھی اعمال صالحہ کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔

آج ہم سے نیکیاں ہوتی نہیں اگر دو چار نیکیاں کر بھی لیتے ہیں تو جب تک ان نیکیوں کا اظہار دوسروں کے سامنے نہ کر لیں ہمیں چین ہی نہیں آتا، کاش! ان اللہ والوں کے صدقے ہمیں اخلاص نصیب ہو جائے اور ہم ہر کام اللہ عزوجل کی رضا کے لئے کریں، جس

طرح ہم اپنے گناہوں کو چھپاتے ہیں اسی طرح اپنی نیکیوں کو چھپائیں اور پھر بھی یہ خوف غالب ہو کہ نہ جانے یہ نیکیاں اللہ عزوجل کی بارگاہ میں قبول بھی ہوئی ہیں یا نہیں۔

میرا ہر عمل بس تیرے واسطے ہو
کر اخلاص ایسا عطا یا الٰہی عزوجل
میرے اشک بہتے رہیں کاش ہر دم
تیرے خوفِ سے یا خدا یا الٰہی عزوجل
تیرے خوف سے تیرے ڈر سے ہمیشہ
میں تھر تھر رہوں کانپتا یا الٰہی عزوجل

آمین (کلامِ امیرِ اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ)

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے گستاخ کا انجام:

علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ "حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی کرامات میں سے ایک کرامت یہ بھی ہے کہ خلیفہ منصور کے ہاں کسی نے آپ کی چغلی کھائی۔ جب خلیفہ منصور حج کر چکا تو اس نے چغلخور اور امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ دونوں کو حاضر کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ دونوں آ گئے۔

منصور نے چغلخور کو کہا "کیا تو قسم اُٹھائے گا؟"

اُس نے کہا "ہاں"۔

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ بول پڑے۔ فرمایا "اے منصور! اسے کہو کہ جس طرح میں کہتا ہوں۔ ان الفاظ سے قسم اُٹھائے۔"

منصور نے کہا "آپ خود اس سے وہ الفاظ کہلوالیں۔"

آپ نے کہا "یوں کہو "میں اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹنے سے اور اس کی قوت سے بری ہوں اور اپنی قوت وطاقت کی پناہ میں آتا ہوں۔ جعفر نے یوں کیا۔"

اس شخص نے ایسا کہنے سے انکار کر دیا۔ پھر بالآخر اس نے مجبوراً انہی الفاظ سے قسم اٹھائی۔ ابھی اس نے اپنی بات مکمل بھی نہ کی تھی کہ اسی جگہ مر گیا۔"

(جامع کراماتِ اولیاء (اُردو) جلد دوم صفحہ نمبر 582 اور 583)

دانشمند کسے کہتے ہیں:

ایک مرتبہ حضرت سیّدنا امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سیّدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی خدمت بابرکت میں حاضر تھے۔ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے پوچھا ''اے ابوحنیفہ! بتاؤ دانش مند کسے کہتے ہیں؟''

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ عرض کرنے لگے ''جو بھلائی اور برائی میں امتیاز کر سکے۔''

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرمانے لگے ''یہ امتیاز تو جانور بھی کر لیتے ہیں۔ کیونکہ جو ان کی خدمت کرتا ہے یہ اسے تکلیف نہیں پہنچاتے۔ لیکن جو تکلیف دیتا ہے وہ اسے کاٹ لیتے ہیں۔''

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ عرض کرنے لگے ''حضور! پھر آپ ہی ارشاد فرمائیے کہ دانشمند کسے کہتے ہیں؟''

فرمایا ''جو دو بھلائیوں میں سے بہتر والی بھلائی کو پسند کرے اور اگر دو برائیوں میں سے کسی ایک برائی پر عمل کرنا ناگزیر ہو جائے تو نسبتاً کم والی برائی کو اختیار کرے۔''

(خزینۂ کراماتِ اولیاء صفحہ نمبر 230۔ نجات کا راستہ صفحہ نمبر 71، ادارہ تحقیقاتِ اسلامیہ حنفیہ فیصل آباد)

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے مردہ گائے زندہ کردی:

ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ جا رہے تھے ایک شخص ان کے ساتھ تھا، راستے میں ایک عورت مردہ گائے پر رو رہی تھی، حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ ''کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری مردہ گائے کو زندہ کر دے۔''

عورت بولی ''آپ ہم سے مذاق کیوں کر رہے ہیں۔ میں تو پہلے ہی مصیبت کی ماری ہوں۔''

آپ نے فرمایا ''میں تم سے مذاق نہیں کرتا''۔ اس کے بعد آپ نے گائے کے لئے دعا فرمائی، گائے کے سر اور پاؤں کو پکڑ کر اسے ہلایا وہ گائے جلدی سے اُٹھ کر کھڑی ہو گئی۔

(نجات کا راستہ صفحہ نمبر 72۔ شواہد النبوۃ صفحہ نمبر 333)

کیابندہ مردہ زندہ کرسکتاھے؟

دعوت اسلامی کے بانی، شیخ طریقت، عاشق اعلیٰ حضرت، امیر اہلسنت حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں:

''بے شک موت و حیات اللہ عزوجل کے اختیار میں ہے۔ لیکن اللہ عزوجل اپنے کسی بندے کو مردہ جِلانے (یعنی زندہ کرنے) کی طاقت بخشے تو اس کے لئے کوئی مشکل بات نہیں ہے اور اللہ عزوجل کی عطا سے کسی اور کو ہم مردہ زندہ کرنے والا تسلیم کریں تو اس سے ہمارے ایمان پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ اگر شیطان کی باتوں میں آکر کسی نے اپنے ذہن میں یہ بٹھالیا ہے کہ اللہ عزوجل نے کسی اور کو مردہ زندہ کرنے کی طاقت ہی نہیں دی تو اس کا یہ نظریہ یقیناً حکم قرآنی کے خلاف ہے۔ دیکھئے قرآن پاک حضرت سیّدنا عیسیٰ روح اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے مریضوں کو شفا دینے اور مردے زندہ کرنے کی طاقت کا صاف صاف اعلان کررہا ہے، جیسا کہ پارہ نمبر 3، سورۂ آلِ عمران کی آیت نمبر 49 میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے:

وَ اُبْرِئُ الْاَ كْمَهَ وَ الْاَبْرَصَ وَ اُحْیِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ

''اور میں شفا دیتا ہوں مادر زاد اندھوں اور سفید داغ والے (یعنی کوڑھی) کو اور میں مردے جِلاتا ہوں اللہ (عزوجل) کے حکم سے۔'' (ترجمہ کنزالایمان شریف)

اُمید ہے کہ شیطان کا وسوسہ جڑ سے کٹ گیا ہوگا، کیونکہ مسلمان کا قرآن پاک پر ایمان ہوتا ہے اور وہ حکمِ قرآن کے خلاف کوئی دلیل تسلیم نہیں کرتا۔ بہر حال اللہ عزوجل اپنے مقبول بندوں کو طرح طرح کے اختیارات سے نوازتا ہے اور ان سے ایسی باتیں صادر ہوتی ہیں جو عقل انسانی کی بلندیوں سے وراء الورا ہوتی ہیں۔ یقیناً اہل اللہ کے تصرفات و اختیارات کی بلندیوں کو دنیا والوں کی پرواز عقل چھو بھی نہیں سکتی۔

(رسالہ نمبر 40 ''مُنے کی لاش'' صفحہ نمبر 10 تا 12 مکتبۃ المدینہ دعوتِ اسلامی)

سوکھے درخت میں تازہ کھجوریں لگ گئیں:

ایک راوی کا بیان ہے کہ ''ہم حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کے لئے جا رہے تھے کہ راستے میں ہمیں ایک جگہ کھجور کے سوکھے درختوں کے پاس ٹھہرنا پڑا۔ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے کچھ پڑھنا شروع کر دیا جس کی مجھے کچھ سمجھ نہ آئی۔ اچانک آپ نے ان سوکھے درختوں کی طرف منہ کر کے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے تم میں ہمارے لئے جو رزق رکھا ہے اُس سے ہماری ضیافت کرو''

میں نے دیکھا کہ وہ کھجوریں آپ کی طرف جھک رہی تھیں۔ جن پر تازہ کھجوروں کے خوشے لٹک رہے تھے۔ آپ نے مجھ سے فرمایا ''میرے پاس آؤ اور بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ''

میں نے آپ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے کھجوریں کھائیں ایسی میٹھی اور مزیدار کھجوریں میں نے پہلے کبھی نہ کھائیں تھیں۔ اس جگہ ایک گاؤں کا دیہاتی بھی موجود تھا۔ اُس نے یہ سارا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا تو بولنے لگا ''آج جیسا جادو میں نے اس سے پہلے کبھی نہ دیکھا۔''

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا ''ہم پیغمبروں کے وارث ہیں۔ ساحر وکاہن نہیں ہم تو دعا کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ مقبول فرمالیتا ہے۔''

(شواہدُ النبوۃ صفحہ نمبر 333 تا 334، مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور)

جنت میں جگہ عطا فرمادی:

ایک آدمی حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں دس ہزار دینار لے کر آیا اور کہا ''میں حج کے لئے جا رہا ہوں۔ آپ میرے لئے اس پیسے سے کوئی سرائے خرید لیں تا کہ حج سے واپسی پر اپنے اہل وعیال سمیت اُس میں شفٹ ہو جاؤں۔''

حج سے واپسی پر جب وہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا ''میں نے تمہارے لئے بہشت میں سرائے خرید لی ہے، جس کی پہلی حد

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر، دوسری مولیٰ مشکل کشاء حضرت علی رضی اللہ عنہ پر، تیسری حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ پر اور چوتھی سیدُ الشہداء امام عالی مقام امام حسین رضی اللہ عنہ پر ختم ہوتی ہے۔ اور یہ لو میں نے پروانہ بھی لکھ دیا ہے۔"

اُس نے یہ بات سُنی تو کہنے لگا "میں اس پر بہت خوش ہوں۔"

چنانچہ وہ پروانہ لے کر اپنے گھر چلا گیا، گھر جاتے ہی اچانک بیمار ہو گیا اور وصیت کی کہ "اگر میرا انتقال ہو جائے تو اس پروانے کو میری وفات کے بعد میری قبر میں رکھ دینا۔"

چنانچہ جب وہ فوت ہو گیا تو لواحقین نے وصیت کے مطابق وہ پروانہ اُس کی قبر میں رکھ دیا۔ دوسرے دن دیکھا کہ وہی پروانہ قبر پر پڑا ہوا تھا اور اُس کی پشت پر یہ لکھا ہوا تھا کہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے جو وعدہ کیا تھا وہ وفا ہو گیا۔" (شواہدُ النبوۃ صفحہ نمبر 335)

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی دعا سے ایک شخص نے 50 حج کئے:

ایک مرتبہ حضرت سیّدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کے لئے دُعا کی "اے اللہ عزوجل! اسے کثرت سے مال دے تاکہ یہ زندگی میں 50 بار حج کرے۔"

چنانچہ اُسے اللہ تعالیٰ نے مال سے نوازا اور اُس نے اپنی زندگی میں 50 حج کئے۔

(نجات کا راستہ صفحہ نمبر 72، شواہدُ النبوۃ صفحہ 335، مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور)

خلیفہ منصور کے دربان کو امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نظر ہی نہیں آئے:

ایک مرتبہ منصور نے اپنے دربان کو ہدایت کی کہ "امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کو میرے پاس پہنچنے سے پہلے ہی قتل کر دینا۔"

اُسی روز امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ خلیفہ منصور کے دربار میں آکر بیٹھ گئے۔ جب امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ تشریف لے گئے تو منصور نے دربان کو بلا کر کہا "میں نے تجھے کیا حکم دیا تھا؟"

دربان نے کہا "اے خلیفہ! خدا کی قسم! میں نے امام صاحب کو آتے دیکھا ہی نہیں بس یہی دیکھا کہ وہ تو آپ کے پاس تشریف فرما تھے۔"

(شواہدُ النبوۃ صفحہ 329 اور 330۔ نجات کا راستہ صفحہ نمبر 71)

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے ساتھ بہت بڑا اژدھا تھا:

خلیفہ منصور نے ایک شب اپنے بیٹوں کو حکم دیا کہ "امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کو میرے روبرو پیش کروتا کہ میں اُن کو قتل کردوں"۔

وزیر نے منع کیا کہ "دنیا کو خیر آباد کہہ کر جو شخص اپنے کام سے کام رکھتا ہے اس کو قتل کرنا قرین مصلحت نہیں"۔

لیکن خلیفہ نے غضب ناک ہو کر کہا کہ "میرے حکم کی تعمیل کرنا تم پر ضروری ہے۔"

چنانچہ مجبوراً! جب وزیر حضرت سیّدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کو لینے چلا گیا تو منصور نے غلاموں کو ہدایت کردی کہ "جب میں اپنے سر سے تاج اُتاروں تو تم فوراً امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کو قتل کر دینا"

لیکن جب آپ رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو آپ کی عظمت وجلال نے خلیفہ کو اس قدر متاثر (مُ۔تَ۔اَثْ۔ثِ۔رْ) کیا کہ وہ بے قرار ہو کر آپ رضی اللہ عنہ کے استقبال کے لئے کھڑا ہو گیا اور نہ صرف آپ کو صدر مقام پر بٹھایا بلکہ خود بھی مؤدبانہ آپ رضی اللہ عنہ کے سامنے بیٹھ کر آپ رضی اللہ عنہ کی حاجات اور ضروریات کے متعلق دریافت کرنے لگا۔

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ "میری سب سے اہم حاجت وضرورت یہ ہے کہ آئندہ پھر کبھی مجھے دربار میں طلب نہ کیا جائے تاکہ میری عبادت وریاضت میں خلل واقع نہ ہو۔"

چنانچہ منصور نے وعدہ کر کے عزت واحترام کے ساتھ آپ رضی اللہ عنہ کو رخصت کیا، لیکن آپ رضی اللہ عنہ کے دبدبے کا اس پر ایسا اثر ہوا کہ لرزہ براندام ہو کر مکمل تین شب وروز بے ہوش رہا۔

بہر حال خلیفہ کی یہ حالت دیکھ کر وزیر اور غلام حیران رہ گئے اور جب خلیفہ سے اس کا حال دریافت کیا تو اس نے بتایا کہ "جس وقت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ میرے پاس تشریف لائے تو ان کے ساتھ اتنا بڑا اژدھا تھا جو اپنے جبڑوں کے درمیان پورے چبوترے کو گھیرے میں لے سکتا تھا اور وہ اپنی زبان میں مجھ سے کہہ رہا تھا۔"اگر تو نے ذرا سی بھی گستاخی کی تو تجھ کو چبوترے سمیت نگل جاؤں گا۔" چنانچہ "اس کی دہشت مجھ پر طاری ہو گئی اور میں نے آپ سے معافی طلب کر لی۔"

(خزینۂ کرامات اولیاء صفحہ نمبر 183، شرح شجرۂ قادریہ رضویہ عطاریہ صفحہ نمبر 60 اور 61 بحوالہ تذکرۃ الاولیاء مترجم صفحہ نمبر 8)

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

(کلام امام اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ، حدائق بخشش شریف)

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اور ادب احادیث مبارکہ:

ابو الفضل قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ اپنی شہرۂ آفاق کتاب ''شفاء شریف'' میں لکھتے ہیں۔

''حضرت سیّدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ انتہائی خوش مزاج اور ظریف الطبع تھے لیکن جب بھی ان کے سامنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر جمیل کیا جاتا تو ان کا چہرہ زرد ہو جاتا تھا اور آپ رضی اللہ عنہ کو کبھی بے وضو حدیث پاک بیان کرتے نہیں دیکھا۔ آپ رضی اللہ عنہ بے ہودہ بات تو کرتے ہی نہ تھے۔

(شفاء شریف جلد دوم صفحہ نمبر 49، مکتبہ اعلیٰ حضرت دربار مارکیٹ لاہور)

اللہ عزوجل ہم سب کو بھی سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، صحابہ کرام و بزرگان دین رضی اللہ عنہم کا اور ان سے نسبت رکھنے والی ہر چیز کا دل و جان سے ادب و احترام نصیب فرمائے۔ ہمیں اپنے اکابرین کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنی زندگی شریعت کے مطابق گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

محفوظ سدا رکھنا شہا بے ادبوں سے (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)
اور مجھ سے بھی سرزد نہ کبھی بے ادبی ہو

ذکر و درود ہر گھڑی ورد زباں رہے
میری فضول گوئی کی عادت نکال دو

آمین ثم آمین

(کلام امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ، وسائل بخشش شریف)

پریشانیاں دور کرنے کا مدنی نسخہ:

حضرت سیّدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے اپنے والد گرامی سے روایت کیا کہ۔
رسولِ اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

''اللہ تعالیٰ جسے کوئی ''نعمت عطا فرمائے'' اُس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا لازمی ہے۔ اور جسے ''روزی کی تنگی ہو'' اُسے چاہئے کہ استغفار پڑھے۔ اور جو کسی کام کی وجہ سے ''رنجیدہ وفکر مند ہو'' اُسے چاہئے کہ
لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّابِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْم کا ورد کرے''

(روض الریاحین فی حکایاتِ الصالحین ترجمہ بنام بزم اولیاء صفحہ نمبر 161 رضا پبلی کیشنز لاہور)

سیّدی اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت قبلہ مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن اور شیخ طریقت، امیر اہلسنت بانیٔ دعوت اسلامی قبلہ مولانا محمد الیاس عطار قادری صاحب دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں:

''لاحول شریف کی کثرت کریں اس سے 99 بلائیں دور ہوتی ہیں ان میں سب سے آسان تر بلا پریشانی ہے اور 60 مرتبہ روزانہ پڑھ کر پانی پر دم کر کے پی لیا کریں انشاء اللہ عزوجل تمام پریشانیاں دور ہونگی۔ دل کی گھبراہٹ کیلئے بھی انشاء اللہ عزوجل مفید ہے۔''

(ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت مکمل صفحہ نمبر 128، ملفوظاتِ عطاریہ قسط دوم صفحہ نمبر 18 مکتبۃ المدینہ دعوتِ اسلامی)

بخار دور کرنے کیلئے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا عطا کردہ مدنی نسخہ:

حضرت سیّدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''سورۃ الفاتحہ 40 بار (اوّل آخر ایک بار درود شریف) پڑھ کر پانی پر دم کر کے بُخار والے کے منہ پر چھینٹے ماریئے انشاء اللہ عزوجل بخار چلا جائے گا۔''

(فیضان سنت (تخریج شدہ) جلد اوّل، باب فیضانِ بسم اللہ صفحہ نمبر 65 مکتبۃ المدینہ دعوتِ اسلامی)

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اور علم غیب:

علامہ جامی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: ''جناب ابو بصیر کا بیان ہے کہ ''میں مدینہ منورہ گیا۔ میرے ساتھ ایک لونڈی بھی تھی۔ میں نے اس سے ہمبستری کی۔ اس کے بعد حمام میں جانے کے لئے باہر آیا۔ میں نے دیکھا کہ بہت سے لوگ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی زیارت کے لئے ان کے مکان پر جا رہے ہیں میں بھی ان کے ساتھ ہولیا۔ جب ہم حضرت کے دولت خانہ پر حاضر ہوئے تو آپ کی نظر مجھ پر پڑی۔ آپ نے فرمایا ''اے ابو بصیر! تمہیں شاید معلوم نہیں کہ پیغمبر اور ان کی آل و اولاد کی قیام گاہوں پر جنابت کی حالت میں نہیں آنا چاہیے۔''

میں نے کہا ''ابنِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں نے لوگوں کو آپ کی طرف آتے دیکھا تو مجھے اندیشہ ہوا کہ شاید آپ کی زیارت کی دولت پھر نصیب نہ ہو۔ اس لئے میں آ گیا'' پھر میں نے توبہ کی اور کہا آئندہ ایسا نہ کروں گا۔ اس کے بعد باہر آ گیا۔

(شواہد النبوۃ صفحہ نمبر 332)

ایک اور صاحب کا بیان ہے کہ ''میرا ایک دوست تھا جس کو خلیفہ منصور نے قید کر دیا تھا۔ میری ملاقات حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے حج کے موسم میں میدان عرفات میں ہوئی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے میرے اُسی دوست کے متعلق مجھ سے پوچھا۔ میں نے کہا ''حضور! وہ ویسے ہی قید میں ہے۔''

آپ رضی اللہ عنہ نے دعا کی پھر ایک گھنٹے بعد فرمایا: ''خدا کی قسم! تمہارے دوست کو بری کر دیا گیا ہے۔''

راوی کا بیان ہے کہ ''جب میں حج سے فارغ ہو کر واپس آیا تو اپنے دوست سے پوچھا کہ ''تمہاری رہائی کس دن ہوئی؟'' اُس نے بتایا کہ ''عرفہ کے دن عصر کی نماز کے بعد مجھے چھوڑ دیا گیا تھا۔''

(شواہد النبوۃ صفحہ نمبر 332)

ایک اور شخص کا بیان ہے کہ ''میں نے مکہ معظّمہ میں ایک چادر خریدی اور پکا ارادہ کیا کہ وہ کسی کو نہ دوں گا تا کہ موت کے بعد میرے کفن کا کام دے۔ میں

عرفات سے مزدلفہ واپس آیا تو چادر گم ہوگئی۔ مجھے بہت دکھ ہوا۔ جب میں علی الصبح مزدلفہ سے منیٰ واپس آیا تو مسجد خیف میں بیٹھ گیا۔ اچانک ایک شخص حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے پاس سے آکر کہنے لگا کہ ''تجھے حضرت بلارہے ہیں''۔ میں فوراً آپ رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور سلام کر کے آپ رضی اللہ عنہ کے سامنے بیٹھ گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: ''کیا تم چاہتے ہو کہ تمہاری چادر تمہیں مل جائے؟'' میں نے عرض کیا ''ہاں حضور!''

آپ نے اپنے غلام کو آواز دی جو ایک چادر لے کر آگیا۔ میں نے پہچان لیا' وہی چادر تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''اسے لے لو اور خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرو!''

(شواہد النبوۃ صفحہ نمبر 333)

فقیہ ملت حضرت علامہ مولانا مفتی جلال الدین احمد امجدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''ابوبصیر کی حالت جنابت کو جان لینا' عرفہ کے دن قیدی کے چھوڑ دیئے جانے کو اسی روز میدان عرفات میں آگاہ ہو جانا' چادر کس کی ہے؟ کس کام کے لئے ہے؟ اور چادر والا کہاں بیٹھا ہے؟ یہ سب غیب کی باتیں ہیں جن سے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو آگاہ فرما کر اپنا یہ عقیدہ ثابت کر دیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے غیب کا علم عطا فرمایا ہے۔ (بزرگوں کے عقیدے صفحہ نمبر 184 اور 185 کرمانوالہ بک شاپ لاہور)

اولیاء کو بھی نبی کے فیض سے علمِ غیب عطا ہوتا ہے:

صدر الشریعہ' بدر الطریقہ' خلیفۂ اعلیٰ حضرت' پیکرِ علم و حکمت' حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مایہ ناز تصنیف ''بہار شریعت'' میں تحریر فرماتے ہیں:

''اللہ عزوجل نے انبیاء علیہم السلام کو اپنے غیوب پر اطلاع دی' زمین و آسمان کا ہر ذرّہ ہر نبی کے پیش نظر ہے' مگر یہ علم غیب کہ ان کو ہے اللہ عزوجل کے دیے سے ہے لہٰذا ان کا علم عطائی ہوا اور علم عطائی اللہ عزوجل کے لئے محال ہے کہ اُس کی کوئی صفت' کوئی کمال کسی کا دیا ہوا نہیں ہوسکتا' بلکہ ذاتی ہے۔ انبیاء علیہم السلام غیب کی خبر

دینے کے لیے ہی آتے ہیں کہ جنت و نار و حشر و نشر و عذاب و ثواب غیب نہیں تو اور کیا ہیں۔۔۔؟ اُن کا منصب ہی یہ ہے کہ وہ باتیں ارشاد فرمائیں جن تک عقل و حواس کی رسائی نہیں، اور اسی کا نام غیب ہے۔ اولیاء کو بھی علم غیب عطائی ہوتا ہے، مگر بواسطہ انبیاء کے''۔ (بہارِ شریعت (تخریج شدہ) جلد اوّل صفحہ نمبر 41 تا 46)

نفاق سے نفرت:

حضرت شیخ فرید الدین عطار رعلیہ رحمۃ الغفار اپنی مشہورِ زمانہ تصنیف ''تذکرۃ الاولیاء'' میں تحریر فرماتے ہیں۔

''جب حضرت سیدنا امام جعفر صادق تارکُ الدُّنیا یعنی گوشہ نشین ہو گئے تو حضرت سیدنا سُفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے حاضرِ خدمت ہو کر کہا ''مخلوق آپ کے تارکُ الدُّنیا ہونے سے آپ کے فیوض و برکات سے محروم ہو گئی ہے۔''

آپ نے اس کے جواب میں دو شعر پڑھے جن کا ترجمہ کچھ یوں ہے۔

کسی جانے والے کل کی طرح وفا بھی چلی گئی
اور لوگ اپنے خیالات میں غرق ہو کر رہ گئے
گو بظاہر ایک دوسرے کے ساتھ اظہارِ محبت و وفا کرتے ہیں
لیکن ان کے قلوب (یعنی دل) ایک دوسرے (کے بغض و کینے) کے بچھوؤں سے لبریز ہیں

(تذکرۃ الاولیاء (اُردو) صفحہ نمبر 10 مطبوعہ اتفاق پبلشرز عزیز مارکیٹ اُردو بازار، مرکزُ الاولیاء، لاہور)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے! سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ لوگوں کی منافقت والی روش سے تنگ آ کر خلوت (تنہائی) میں تشریف فرما ہو گئے۔ اس پاکیزہ دور میں بھی یہ صورتِ حال ہونے لگی تھی تو اب تو جو حال بے حال ہے اُس کا کس سے شکوہ کیجئے۔

آہ! آج کل تو اکثر لوگوں کا حال ہی عجیب ہو گیا ہے، جب باہم ملتے ہیں تو ایک دوسرے کے ساتھ نہایت تعظیم کے ساتھ پیش آتے اور خوب حال احوال پوچھتے ہیں، ہر طرح کی خاطر داری اور خوب مہمان نوازی کرتے ہیں کبھی ٹھنڈی بول پلا کر نہال کرتے ہیں تو کبھی چائے پلا کر، پان گٹکے سے منہ لال کرتے ہیں۔ بظاہر ہنس ہنس کر خوش کلامی و قیل

وقال کرتے ہیں مگر اپنے دل میں اُس کے بارے میں بغض وملال رکھتے ہیں۔ اسی لئے تو ملنے والے جوں ہی جُدا ہوتے ہیں ان کی غیبتیں شروع کر دیتے ہیں، ان کے عیوب بیان کر کے ہنستے ہیں کہ فلاں شخص ایسا ہے فُلاں ویسا ہے، فُلاں شخص کو کیا ہو گیا ہے ہمیشہ بن ٹھن کر پھرتا ہے اور فُلاں شخص کی چال کیسی عجیب ہے کہ دیکھ کر ہنسی آتی ہے اور فلاں شخص کتنا بے حیا ہے کہ اس کی باتوں کو بیان کرنے ہی سے ہم کو شرم آتی ہے اور فلاں شخص مغرور معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں سے باتیں بہت کم کرتا ہے اور فلاں شخص بے وقوف ہے لوگوں سے بات کرنے کی تمیز نہیں رکھتا اور فلاں شخص عجیب مسخرہ ہے کہ گویا ہیجڑا ہو! فلاں بہت شرارتی ہے، فلاں میرے پیسے کھا گیا ہے، ارے وہ تو پکا 420 ہے۔

غیبت و چغلی کی آفت سے بچیں یہ کرم یا مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائیے
ظاہر و باطن ہمارا ایک ہو یہ کرم یا مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائیے

(غیبت کی تباہ کاریاں، صفحہ 128، مکتبۃ المدینہ دعوتِ اسلامی)

پانچ قسم کے لوگوں کی صحبت سے بچو:

حجۃ الاسلام حضرت سیدنا امام محمد بن محمد غزالی شافعی رضی اللہ عنہ (اَلْمُتَوَفّٰی 505ھ) اپنی مشہورِ زمانہ کتاب ''کیمیائے سعادت'' میں تحریر فرماتے ہیں:

''حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''پانچ قسم کے لوگوں کی صحبت ومجلس سے پرہیز کرنا چاہئے۔

1 جھوٹے کی صحبت سے کہ ہمیشہ اس سے دھوکا کھائے گا۔
2 احمق کی صحبت ومجلس سے کہ اگر وہ نفع پہنچانا چاہے تو بھی نقصان کرے گا۔
3 بخیل (یعنی کنجوس) سے کہ وہ تیری عین ضرورت کے وقت تجھ سے قطع تعلق کر لے گا۔
4 بزدل آدمی سے کہ وہ ضرورت کے وقت تجھے ضائع کر دے گا (یعنی جب تو کسی مشکل میں پھنسے گا تو تیرا ساتھ چھوڑ کر بھاگ جائے گا۔)
5 فاسق شخص سے کہ وہ ایک لقمہ بلکہ اس سے بھی کم چیز کے عوض تجھے فروخت کر دے گا۔

لوگوں نے اس کی وجہ دریافت کی تو فرمایا کہ ''طمع یعنی لالچ کے باعث۔''

(کیمیائے سعادت (اردو) صفحہ نمبر 328، مترجم مولانا محمد سعید احمد نقشبندی، مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی)

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے اقوال مبارکہ:

حضرت سیدنا سُفیان ثوری رضی اللہ عنہ آپ کے اقوال بیان کرتے ہیں:

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''سلامتی کا حصول بڑا دُشوار ہے۔ اس کی راہیں بھی مخفی ہیں۔ اگر سلامتی مل سکتی ہے تو گمنامی میں۔ اگر اس میں بھی نہ ملے تو خلوت (یعنی تنہائی) میں، اور خلوت گمنامی کی طرح نہیں، اور اگر اس میں بھی نہ ملے تو خاموشی میں، اور خاموشی خلوت کی طرح نہیں ہے۔ اور اگر سلامتی خاموشی میں بھی نصیب نہ آئے تو قدیم بزرگوں اور نیک بندوں کے کلام میں ملے گی۔ نیک بخت وہ ہے جسے خود اپنی ذات میں خلوت حاصل ہو جائے۔''

(روض الریاحین فی حکایاتِ الصالحین، ترجمہ بنام بزمِ اولیاء صفحہ نمبر 160)

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''جو شخص حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو بھلائی کے ساتھ یاد نہ کرے تو میں ایسے شخص سے بالکل بیزار اور الگ ہوں۔''

(تاریخ الخلفاء صفحہ 286 پروگریسو بکس اُردو بازار لاہور)

قرآن کو مخلوق کہنے والا قتل کیا جائے:

سَیِّدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا قول کہ ''قرآن کو مخلوق کہنے والا قتل کیا جائے'' چنانچہ فتاویٰ رضویہ شریف میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''بیہقی کتاب الاسماء والصفات میں امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ وعن آبائہ الکرام سے راوی کہ مخلوقیتِ قرآن ماننے والے کی نسبت فرماتے، ''انه يقتل ولا يستتاب'' اسے قتل کر دیا جائے اور اس سے توبہ نہ لیں۔''

(فتاویٰ رضویہ شریف (تخریج شدہ) جلد نمبر 15، صفحہ نمبر 381 اور المقاصد الحسنہ بحوالہ البیہقی فی الاسماء والصفات، تحت حدیث 767، صفحہ نمبر 305 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

صدرُ الشریعہ، بدرُ الطریقہ، خلیفہ اعلیٰ حضرت مفتی محمد امجد علی اعظمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''مثل دیگر صفات کے (اللہ عزوجل کا) کلام بھی قدیم ہے، حادث ومخلوق نہیں، جو قرآنِ عظیم کو مخلوق مانے ہمارے اِمامِ اعظم ابوحنیفہ و دیگر ائمہ رضی اللہ عنہم نے اُسے کافر کہا، بلکہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے اُس کی تکفیر ثابت ہے۔''

(بہارِشریعت (تخریج شدہ) جلد اوّل صفحہ نمبر 8، مکتبۃ المدینہ دعوتِ اسلامی)

علم جفر اور امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ

علم جفر کے بارے میں اعلیٰ حضرت، مجددِ اعظم امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

''جفر بیشک نہایت نفیس جائز فن ہے حضرات اہلِ بیت کرام رضی اللہ عنہم کا علم ہے۔ امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے اپنے خواص پر اس کا اظہار فرمایا اور سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اسے معرضِ کتابت میں لائے، کتاب مستطاب جفر جامع تصنیف فرمائی، علامہ سید شریف رحمۃ اللہ علیہ شرح مواقف میں فرماتے ہیں: ''امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے جامع میں ماکان و مایکون تحریر فرمادیا۔'' (فتاویٰ رضویہ شریف (تخریج شدہ) جلد نمبر 23، صفحہ نمبر 697 اور 689)

امامِ اعظم ابو حنیفہ اور امام جعفر صادق رضی اللہ عنہم

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی شان وعظمت اور ان کی صحبتِ بابرکت کی اہمیت کا اس بات سے اندازہ لگایئے کہ علمِ دین کے حصول کے باوجود سیدنا امامِ اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ جیسے علم کے بیکراں سُمندر نے بھی علومِ طریقت حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی صحبتِ بابرکت ومجالس سے حاصل کئے۔

امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا!

''اگر میری زندگی میں یہ دو سال (جو میں نے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں گزارے) نہ ہوتے تو نعمان ہلاک ہوگیا ہوتا۔''

(آدابِ مرشد کامل صفحہ نمبر 107، اور 170 مکتبۃ المدینہ، دعوتِ اسلامی)

اکابرینِ اھلِ بیت کی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت

حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا گیا ہے کہ ''بنو فاطمہ کا اس بات پر اتفاق ہو چکا ہے کہ وہ شیخین (یعنی امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ) کے بارے میں اچھی سے اچھی بات کہیں گے۔''

اسی طرح حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے اپنے والد امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ''ایک شخص ان کے والد حضرت زین العابدین علی بن الحسین رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور کہا کہ ''مجھے حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے بارے میں کچھ بتائیں۔''
آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے متعلق ارشاد فرمایا تو اُس نے کہا ''آپ انہیں ''صدیق'' کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔''
آپ رضی اللہ عنہ نے (جلال بھرے انداز میں) ارشاد فرمایا کہ ''تیری ماں تجھے ضائع کر دے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مہاجرین اور انصار نے اُن کا نام صدیق رکھا ہے۔ اور جو اُنہیں صدیق نہ کہے اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اُس کی بات کو سچا نہ کرے۔ یہاں سے چلا جا اور (اگر نجات چاہتا ہے تو) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے محبت رکھ۔']

امام جعفر صادق اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہما

دارِ قطنی نے عُروہ سے اور انہوں نے عبداللہ سے روایت کی ہے کہ ''میں نے حضرت ابو جعفر باقر سے تلوار کو ملمع کروانے کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا اس میں کوئی حرج کی بات نہیں۔ امیر المؤمنین حضرتِ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی اپنی تلوار کو ملمع کروایا ہوا تھا۔''
وہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا ''آپ اُنہیں صدیق کہتے ہیں۔
تو حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا، ''ہاں وہ صدیق ہیں، ہاں وہ صدیق ہیں، اور جو اُنہیں صدیق نہ کہے اللہ تعالیٰ دُنیا اور آخرت میں اُس کی بات کو سچا نہ کرے۔''

- ابنِ جوزی نے ''صفوۃ الصفوۃ'' میں یہ الفاظ زائد لکھے ہیں کہ ''حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ چھلانگ لگا کر قبلہ رُو ہو گئے اور فرمایا ہاں وہ صدیق ہیں، ہاں وہ صدیق ہیں، ہاں وہ صدیق ہیں اور حدیث میں بھی یہی آیا ہے۔''
- اسی طرح حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بھی بیان ہوئی ہے کہ ''جیسے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے شفاعت کی اُمید رکھتا ہوں ویسے ہی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بھی شفاعت کی اُمید رکھتا ہوں۔''

(الصواعق المحرقہ صفحہ نمبر 143، مطبوعہ شبیر برادرز، اُردو بازار لاہور)

- حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میں ان کے متعلق کوئی بہتر بات ہی کہہ سکتا ہوں کیونکہ میں نے اپنے والد حضرت امام باقر سے انہوں نے امام زین العابدین سے اور انہوں نے امام حسین رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے کہ حضرت سیدنا مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، ''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ''کسی انسان پر آج تک نہ آفتاب طلوع ہوا اور نہ ہی غروب ہوا کہ وہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے افضل ہو۔''

اس کے بعد امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اگر میں نے روایت میں غلط بیانی کی ہو تو مجھے کل بروزِ قیامت سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت حاصل نہ ہو اور (میں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فضائل کیوں نہ بیان کروں کہ) میں تو خود روزِ قیامت صدیق کی شفاعت کا طلب گار ہوں۔'' (الریاض النضرۃ جلد 1، صفحہ 136)

دل صدیق مشاہدہ ربوبیت سے پُر تھا:

- حضرت سیدنا مفضل بن عمر رحمۃ اللہ علیہ اپنے جد امجد سے روایت کرتے ہیں کہ ''حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ''بے شک حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا دل مشاہدہ ربوبیت سے بھرا ہوا تھا اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کے علاوہ کوئی موجود نہ تھا وہ لا الہ الا

اللہ کا ورد کثرت سے کیا کرتے تھے۔" (الریاض النضرۃ جلد 1، صفحہ 59)

دشمن شیخین سے برأت کا اظہار:

حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے حضرت سیدنا ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "جو ان سے بری ہے میں اس سے بری ہوں۔ (یعنی جسے ان دونوں کی پروا نہیں مجھے اس کی پرواہ نہیں) مزید فرمایا "اگر ایسا نہ ہو تو میں اسلام سے نکل جاؤں اور مجھے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت نصیب نہ ہو۔"

(الریاض النضرۃ جلد 1، صفحہ 69 بحوالہ فیضانِ صدیق اکبر صفحہ 676۔678، مکتبۃ المدینہ دعوتِ اسلامی)

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی فکرِ مدینہ:

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 135 صفحات پر مشتمل کتاب "آئینہ عبرت" (تخریج شُدہ) صفحہ 64 پر ہے۔ "حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ رات کو قبرستانوں میں تشریف لے جایا کرتے اور فرماتے کہ "اے قبر والو! کیا بات ہے کہ میں تم لوگوں کو پکارتا ہوں تو تم لوگ کوئی جواب نہیں دیتے ہو؟"

پھر آپ رضی اللہ عنہ فرماتے، "افسوس! کہ میرے اور تمہارے درمیان حجاب ہو گیا ہے۔ لیکن میں بھی تمہارے ہی جیسا ہو جانے والا ہوں۔"

آپ رضی اللہ عنہ یہی کلمات فرماتے رہتے یہاں تک کہ صبح صادق نمودار ہو جاتی تو آپ رضی اللہ عنہ نمازِ فجر کے لئے مسجد میں تشریف لے جاتے۔"

(احیاء العلوم جلد 5، صفحہ 237 دار صادر بیروت)

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی شہادت:

آپ رضی اللہ عنہ کو 68 برس کی عمر میں 15 رجب المرجب 148 ہجری کو کسی شقی القلب نے زہر دیا جو آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت کا سبب بنا۔ آپ رضی اللہ عنہ کا مزار اقدس جنت البقیع (مدینۃ المنورہ) کے اندر والد محترم حضرت سیّدنا امام باقر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں ہے۔

(جامع کراماتِ اولیاء (اُردو) جلد دوم صفحہ 585۔ شرح شجرۂ قادریہ رضویہ عطاریہ صفحہ نمبر 59)

اللہ عزوجل کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین

کونڈے کی نیاز کا شرعی حکم

سوال: کونڈے کی نیاز کیا ہے؟

جواب: کونڈے کی نیاز ایصالِ ثواب ہے۔

سوال: لفظ ایصالِ ثواب کا مطلب کیا ہے؟

جواب: ایصال کا مطلب ہوتا ہے "بھیجنا" اور ثواب کا مطلب ہے "اعمال کا بدلہ" یا "وہ چیز کہ جس کے باعث انسان اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت و مغفرت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب سے شفاعت کا مستحق ہو جاتا ہے۔" (کتاب التعریفات للجرجانی)

سوال: اس کی تفصیل سے وضاحت فرما دیں؟

جواب: رجب المرجب شریف کی 22 تاریخ کو مسلمان حضرت سیّدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے ایصالِ ثواب کے لئے جو نیاز کرتے ہیں۔ اس کو ہمارے معاشرے میں "کونڈے کی نیاز" کہا جاتا ہے اور یہ نا صرف جائز بلکہ مستحب ہے کہ کونڈے کی نیاز بھی دراصل ایصالِ ثواب کی ہی ایک صورت و ذریعہ ہے اور مسلمان اسے اچھا سمجھ کر کرتے ہیں اور جس کام کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ عند اللہ بھی اچھا ہوتا ہے، بشرطیکہ اُس کام سے شریعت نے منع نہ کیا ہو۔

اور کونڈے کی نیاز کرنے سے نہ اللہ عزوجل نے قرآن میں کہیں منع فرمایا اور نہ اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی حدیث میں۔ اور یہ اُصول ہے کہ جس کام سے اللہ عزوجل اور اُس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع نہ کیا ہو اگرچہ وہ کام سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مبارک زمانے میں نہ ہوتا تھا جب بھی بالکل جائز ہے اور اس کام سے منع کرنے کا حق کسی کو نہیں۔

کوئی بھی مسلمان کونڈے کی نیاز کو بلکہ کسی بھی بزرگ کی فاتحہ کو فرض یا واجب نہیں سمجھتا، اگر کوئی بالفرض کونڈے کی یا کسی بھی بزرگ کی نیاز، فاتحہ کرنے کو لازم و ضروری سمجھتا ہے، تو یہ اُس کی جہالت ہے، اور دین سے دوری کا نتیجہ ہے۔

لہٰذا جو مسلمان اچھی اچھی نیتوں کے ساتھ ثوابِ آخرت کے لئے' اللہ عزوجل کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کیلئے اخلاص کے ساتھ کونڈے کی نیاز یا کسی بھی بزرگ کی فاتحہ ولنگر وغیرہ کا اہتمام کرتا ہے تو بے شک ثواب کا حقدار ہے اور اگر کوئی کونڈے کی نیاز نہیں کرتا تو اُس کی آخرت میں کوئی گرفت بھی نہیں، اور اس وجہ سے اس کو برا بھلا کہنا بھی جائز نہیں کیونکہ کونڈے کی نیاز کرنا فرض یا واجب نہیں، ایک جائز و مستحب کام ہے اور یہ ضروری نہیں کہ ہر جائز و مستحب کام کیا بھی جائے۔ ہاں اگر کوئی کونڈے کی نیاز یا کسی بھی بزرگ کی فاتحہ کا اہتمام نہ کرے اور دوسروں کو بھی اس امرِ مستحب سے منع کرے اور اس جائز و مستحب کام کو ناجائز کہے تو ایسا شخص ضرور آخرت میں قابلِ گرفت ہوگا۔

کاش! بزرگوں کی فاتحہ سے منع کرنے والے درج ذیل آیات پر غور کرلیں۔

❁ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿۸۷﴾

''اے ایمان والو! حرام نہ ٹھہراؤ وہ ستھری چیزیں کہ اللہ نے تمہارے لئے حلال کیں اور حد سے نہ بڑھو' بے شک حد سے بڑھنے والے اللہ کو ناپسند ہیں۔''

(پارہ نمبر 7، سورۂ مائدہ، آیت نمبر 87۔ ترجمہ کنزالایمان شریف)

❁ ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا

قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَّحَلٰلًا ؕ قُلْ آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ ﴿۵۹﴾

''تم فرماؤ' بھلا بتاؤ تو وہ جو اللہ نے تمہارے لئے رزق اتارا اس میں تم نے اپنی طرف سے حرام و حلال ٹھہرالیا' تم فرماؤ کیا اللہ نے اس کی تمہیں اجازت دی یا اللہ پر جھوٹ باندھتے ہو۔''

(پارہ 11' سورۂ یونس' آیت نمبر 59۔ ترجمہ کنزالایمان شریف)

ان دونوں آیات کی تفصیل تفاسیر میں ملاحظہ فرمائیں تو اس کا خلاصہ یہی ہے کہ

''اللہ عزوجل یہ ہی فرمارہا ہے کہ اے ایمان والو! کفار کی طرح اپنی مرضی سے کسی چیز کو حرام اور اپنی مرضی سے کسی چیز کو حلال نہ بناؤ بلکہ اس کے بارے میں اللہ عزوجل کا حکم دیکھو کہ کیا اللہ عزوجل نے اس کو حرام قرار دیا ہے یا نہیں؟

پس اگر اللہ عزوجل نے کسی چیز کو حرام نہیں فرمایا تو اپنی مرضی سے تم ایسا نہ کرو۔''

بس اب وہ لوگ غور کریں جنہوں نے اپنی مرضی سے بزرگوں کی فاتحہ وغیرہ کو حرام ٹھہرا لیا ہے۔ وہ ہمیں بتائیں کہ کس قرآنی آیت نے کہا کہ بزرگوں کی فاتحہ نہ دلاؤ یا ایصالِ ثواب نہ کرو اور اپنے بزرگوں کے لئے دعا وغیرہ نہ کرو؟

جبکہ ایصالِ ثواب قرآن وحدیث اور معمولاتِ بزرگانِ دین سے ثابت ہے۔

آیاتِ کریمہ سے دلائل:

۞ تیرہواں پارہ، سورۂ ابراہیم، آیت نمبر 41 میں ارشاد ہوا:

رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ ﴿۴۱﴾

''اے ہمارے رب! مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور سب مسلمانوں کو جس دن حساب قائم ہوگا۔'' (ترجمہ کنزالایمان)

معلوم ہوا کہ دعا سے نہ صرف پہلے گزرے ہوئے فیضیاب ہوتے ہیں بلکہ بعد میں آنے والوں کو بھی اس کی برکات میں سے حصہ حاصل ہوتا ہے۔ اگر ایسا نہ ہو تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دعا فرمانا بے کار ولغو ہو جائے گا اور نبی سے بے کار ولغو کاموں کا صدور نہیں ہوتا۔

۞ اٹھائیسواں پارہ، سورۃ الحشر، آیت نمبر 10 میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ

''اور وہ جو ان کے بعد آئے، عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب! ہمیں بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے۔'' (ترجمہ کنزالایمان)

معلوم ہوا کہ ان کا گزرے ہوئے لوگوں کے لئے دعائے مغفرت فرمانا بے کار نہیں،

اور جب یہ دُعائے مغفرت بے کار نہیں، تو یقیناً کار آمد ہوگی، اور جب اس عمل کا کار آمد ہونا قرآنِ عظیم سے ثابت ہو گیا، تو معلوم ہوا کہ زندوں کی دعا سے مردوں کو نفع حاصل ہوتا ہے۔

احادیثِ مبارکہ سے دلائل:

❁ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک سینگوں والا مینڈھا لانے کا حکم دیا، جس کے ہاتھ، پیر اور آنکھیں سیاہ ہوں، سو قربانی کے لئے ایسا مینڈھا لایا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، ''اے عائشہ (رضی اللہ عنہا)! چھری لاؤ۔ پھر فرمایا، ''اسے پتھر پر تیز کرو۔'' میں نے اس کو تیز کیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چھری لی، مینڈھے کو پکڑا، اس کو لٹایا اور ذبح فرمانے لگے۔ پھر فرمایا ''اللہ کے نام سے، اے اللہ! محمد، آلِ محمد اور امتِ محمد کی طرف سے اسے قبول فرما۔'' پھر اس کی قربانی کی۔''

(صحیح مسلم صفحہ 1087، الحدیث 19 (1967) دار ابن حزم بیروت۔)

❁ حضرتِ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ

''ایک شخص نے حاضر خدمت ہو کر عرض کی، ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میری والدہ فوت ہو گئیں ہیں اور اگر میں ان کی طرف سے کچھ خیرات کروں تو انہیں فائدہ پہنچے گا؟'' فرمایا ''ہاں'' اس شخص نے عرض کی کہ ''میرا ایک باغ ہے، میں آپ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے اسے اپنی ماں کی طرف سے راہِ خدا میں دے دیا۔''

(الجامع الترمذی صفحہ 301، الحدیث 339 دار المعرفۃ بیروت)

❁ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ فرماتے یں کہ

''میں نے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ میری والدہ فوت ہو گئیں ہیں۔ کیا میں ان کی طرف سے کچھ خیرات کروں؟'' آپ نے ارشاد فرمایا ''ہاں کرو'' میں نے عرض کی ''کون سا صدقہ افضل ہے؟'' ارشاد فرمایا ''پانی پلانا۔''

(سنن ابی داؤد جلد 2، صفحہ 180، الحدیث 1681 دار احیاء التراث العربی بیروت۔ سنن النسائی صفحہ 600۔ الحدیث 3663 دار الکتب العلمیہ بیروت۔ بہارِ شریعت (تخریج شدہ) جلد 3 صفحہ 642 مکتبۃ المدینہ کراچی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

''جب تم میں سے کوئی شخص کچھ نفل خیرات کرے تو چاہیئے کہ اسے ماں باپ کی طرف سے کرے کیونکہ اس کا ثواب ان دونوں کو ملے گا اور اس شخص کے ثواب میں کچھ بھی کم نہ کیا جائے گا۔''

(شُعبُ الایمان جلد 6، صفحہ 205، رقم الحدیث 7911، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

مروی ہے کہ

''حسنینِ کریمین رضی اللہ عنہما، حضرتِ علی رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد ان کی طرف سے غلام آزاد کیا کرتے تھے۔'' (شرح الصدور صفحہ 304 زاویہ پبلشرز لاہور)

حضرتِ حنش رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

''حضرتِ علی رضی اللہ عنہ دو مینڈھوں کی قربانی کیا کرتے تھے، ایک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے اور ایک اپنی طرف سے۔ آپ سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ ''مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بات کا حکم فرمایا ہے، پس میں اسے کبھی بھی نہ چھوڑوں گا۔''

(ترمذی شریف، جلد 3، صفحہ 163، الحدیث 1500 دار الفکر بیروت)

حضرتِ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مردوں کو ان کے عزیز و اقارب اور بھائیوں کی طرف سے دعا، صدقہ اور عبادات کے لئے ترغیب فرماتے رہتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ تمام چیزیں مردوں کو نفع دیتی ہیں۔'' (کشف الغمہ، جلد 1 صفحہ 174)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ جب کوئی میت کو ایصالِ ثواب کرتا ہے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام اسے ایک نورانی طباق میں رکھ کر قبر کے کنارے کھڑے ہو جاتے ہیں، پھر ارشاد فرماتے ہیں کہ اے گہری قبر کے ساتھی! یہ تحفہ تیرے گھر والوں نے بھیجا ہے۔ اسے قبول کرلے''۔ پھر جب وہ ثواب اس کی

قبر میں داخل ہوتا ہے تو وہ مردہ اس سے بے حد خوشی محسوس کرتا ہے اور اس کے وہ پڑوسی غمگین ہو جاتے ہیں کہ جن کی طرف کوئی شے ہدیہ نہیں کی گئی ہوتی۔''

(المعجم الاوسط للطبرانی جلد 5، صفحہ 37 حدیث 6504 دار الفکر بیروت)

حضرت محی الدین ابنِ عربی رضی اللہ عنہ ایک دعوت میں تشریف لے گئے۔ وہاں ایک نوجوان بھی موجود تھا کہ کشف کے معاملے میں معروف تھا۔ آپ نے دیکھا کہ کھانا کھاتے ہوئے وہ دفعتاً رونے لگا۔ وجہ معلوم کرنے پر اس نے بتایا کہ ''بذریعہ کشف مجھے معلوم ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرشتے میری ماں کو جہنم میں لے جا رہے ہیں۔''

آپ فرماتے ہیں کہ ''میرے پاس ستر ہزار مرتبہ کلمہ طیبہ پڑھا ہوا محفوظ تھا۔ میں نے دل ہی دل میں اس کی ماں کو ایصالِ ثواب کر دیا۔ وہ لڑکا ہنس پڑا، میں نے سبب پوچھا تو کہنے لگا کہ ''میں نے ابھی دیکھا ہے کہ فرشتے میری ماں کو جنت کی طرف لے جا رہے ہیں۔''

(ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت (مکمل) حصہ اوّل صفحہ 139 مکتبۃ المدینہ کراچی)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''جو قبرستان سے گزرے پھر گیارہ مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھ کر اس کا ثواب مُردوں کو ہدیہ کرے تو اسے مُردوں کی تعداد کے برابر ثواب عطا کیا جائے گا۔''

(شرح الصدور صفحہ 311 دار الکتب العلمیہ بیروت۔ کشف الخفا جلد 2 صفحہ 371 مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ بیروت)

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ''ایک مرتبہ میں جمعۃ المبارک کی رات قبرستان گیا تو وہاں ایک چمک دار نور دیکھا، پس میں نے کہا کہ ''لا الہ الا اللہ'' مجھے لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قبرستان والوں کی مغفرت فرما دی ہے۔''

اچانک میں نے دور سے ایک غیبی آواز سنی کہ ''اے مالک! یہ مؤمنین کی طرف سے اپنے قبرستان والے بھائیوں کے لئے تحفہ ہے۔''

میں نے کہا کہ ''اس ذات پاک کی قسم جس نے تجھے گویا کیا (یعنی بولنے پر قدرت عطا فرمائی) تو مجھے خبر دے کہ وہ تحفہ کیا ہے؟''

اس نے جواب دیا کہ ''اسی جمعہ کی رات کو مؤمنین میں سے ایک شخص نے اچھی طرح وضو کر کے دو رکعت نماز ادا کی، ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد قل یاایھا لکفرون اور سورہ اخلاص پڑھی۔ پھر یوں عرض گزار ہوا کہ ''اے اللہ عزوجل! میں ان دو رکعتوں کا ثواب اس قبرستان کے تمام مسلمان مردوں کی خدمت میں پیش کرتا ہوں''۔ پس (اس ایصال ثواب کی برکت سے) اللہ تعالیٰ نے ہماری قبروں میں نور، روشنی، خوشی اور مشرق سے مغرب تک کشادگی عطا فرمائی۔''

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''اس کے بعد میں بھی ہر جمعہ کی رات کو دو رکعتیں پڑھنا شروع ہو گیا۔ حتیٰ کہ ایک مرتبہ میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ''اے مالک! جتنے نور تو نے میری امت کو تحفتاً پیش کئے ہیں ان کی تعداد کے برابر اللہ تعالیٰ نے تیری بخشش فرمادی ہے اور تجھے اس کا ثواب ملے گا اور اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے جنت میں ایک محل بھی تعمیر فرمایا ہے۔''

(شرح الصدور (اردو) صفحہ 301 مطبوعہ زاویہ پبلشرز داتا دربار مارکیٹ مرکز الاولیاء لاہور)

الغرض کونڈے کی نیاز ہو یا شب برات کا حلوہ، عید کی سویاں ہوں یا محرم کا کھچڑا ہم اہلسنت و جماعت ہرگز یہ عقیدہ نہیں رکھتے کہ یہ فرض، واجب یا سنت ہیں۔ کونڈے کی یا کسی بزرگ کی نیاز مستحب ہے۔ یعنی اگر کریں تو ثواب، اگر نہ کریں تو کوئی گناہ بھی نہیں۔ اس لئے اس کو ناجائز کہنا درست نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں جائز و مستحب کاموں سے نہیں بلکہ ناجائز و حرام کاموں سے دوسروں کو روکنے کی ہمت و توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

سوال: کیا کونڈے کی نیاز کو کونڈے ہی میں کھلا سکتے ہیں؟

جواب: کونڈے ہی میں حلوہ، پوری، کھیر وغیرہ کھلانا ضروری نہیں (سونے چاندی کے علاوہ) دوسرے برتن میں بھی کھلا سکتے ہیں۔

سوال: کیا اس نیاز کو گھر سے باہر بھی بھیج سکتے ہیں؟

جواب: اس نیاز کو گھر سے باہر بھی اپنے عزیزوں، رشتے داروں، دوستوں اور پڑوسیوں کے گھروں میں بھیج سکتے ہیں۔ یہ سمجھنا کہ گھر سے باہر اس نیاز کو نہیں لے جاسکتے گھر ہی میں کھلانی چاہیئے غلط فہمی ہے۔

افسوس! ہماری مسلمان مائیں، بہنیں جن کو اسلام نے کہا ہے کہ "گھروں میں ٹھہری رہو، بے پردہ باہر نہ نکلو" وہ خود تو بن ٹھن کے، خوب میک اپ کر کے، اعلیٰ سے اعلیٰ پرفیوم لگا کر بے پردہ بازاروں، شاپنگ سینٹروں، تفریح گاہوں میں گھومتی ہیں اور کونڈے کی نیاز کو سختی سے پردہ کرواتی ہیں اس نیاز کو گھر سے باہر کسی کے ہاں بھیجتی ہی نہیں ہیں کہ جس کو کھانی ہے گھر میں آکر ہی کھائے، عجب تماشا ہے؟ اللہ عزوجل عقل سلیم عطا فرمائے آمین۔

سوال: کیا کونڈے کی نیاز صرف 22 رجب کو ہی کر سکتے ہیں؟

جواب: اگر 22 رجب کو کوئی یہ نیاز نہ کر سکا تو یہ نہ سمجھے کہ اب تو اگلے سال ہی ہو گی بلکہ جب کرنا چاہے کر سکتا ہے کسی تاریخ کو کسی مہینے کو کسی دن کو ایصال ثواب کے لئے فکس سمجھنا جہالت ہے لہٰذا یہ کہنا کہ کونڈے کی نیاز صرف 22 رجب کو ہی ہو سکتی ہے اور کسی تاریخ کو نہیں غلط ہے کیونکہ کونڈے کی نیاز ہو یا کوئی سی بھی نیاز سب ایصال ثواب ہی کی صورتیں ہیں اور ایصال ثواب جب چاہیں جس وقت چاہیں مسلمانوں کو کر سکتے ہیں۔

سوال: تیجہ، چالیسواں، گیارہویں، بارہویں اور کونڈے وغیرہ کے نام سے ایصالِ ثواب کے دن کیوں مخصوص کر لئے گئے ہیں؟

جواب: ایصالِ ثواب کے لئے شریعت میں کوئی مدت اور وقت متعیّن کرنا (یعنی مقرر کرنا) ضروری نہیں، البتہ دن وغیرہ مقرر کرنے میں شرعاً حرج بھی نہیں، تاریخ اور دن مقرر کر کے ایصالِ ثواب اپنی اور اپنے عزیزوں، رشتے داروں کی سہولت کے لئے کیا جاتا ہے تاکہ سب ایک مقام پر جمع ہو کر خوب خوب تلاوت و ذکر اذکار کر کے اجتماعی طور پر زیادہ سے زیادہ ایصالِ ثواب کر کے خوب برکات حاصل کریں اور ہمارے اسلاف نے دن تاریخ اور وقت وغیرہ مقرر کر کے ایصال ثواب کرنے سے منع بھی نہیں کیا۔ وقت مقرر کرنا دو طرح ہے۔

1: **شرعی:** شریعت نے کسی کام کے لئے وقت مقرر فرمایا ہو مثلاً قربانی، حج وغیرہ۔

2: **عُرفی:** شریعت کی جانب سے وقت مقرر نہ ہو لیکن لوگ اپنی اور دوسروں کی سہولت اور یاددہانی یا کسی خاص مصلحت کے لئے کوئی وقت خاص کرلیں۔ جیسے آج کل مساجد میں نمازوں کی جماعت کیلئے اوقات مخصوص کرنا وغیرہ حالانکہ پہلے جماعت کیلئے وقت طے نہیں ہوتا تھا۔ جب نمازی اکٹھے ہوجاتے جماعت کھڑی کردی جاتی تھی۔ بلکہ بعض کاموں کے لئے تو خود غیب کی خبریں دینے والے حاضر و ناظر سید البشر نوری آقا دوعالم کے داتا ہاشمی مولیٰ سب کے حاجت روا و مشکل کشا شافعِ روزِ جزا حضرتِ سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وقت مقرر فرمایا۔

نیز صحابہ کرام و بزرگانِ دین علیھم الرضوان سے بھی ایسا کرنا ثابت ہے مثلاً

1: حضور پُرنُور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شہدائے اُحد علیہم الرضوان کی زیارت کیلئے سرِ سال (یعنی برس کے آخر) کا وقت مقرر فرمالیا تھا۔

(دُرِ منثور جلد 4، صفحہ 640، دارُ الفکر بیروت)

2: ہفتے کے دن سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مسجدِ قُبا میں تشریف لانا۔

(مسلم شریف صفحہ 724، حدیث 1399۔ دار ابن حزم بیروت)

3: اور سیّدِنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے دینی مشاورت کے لئے وقتِ صبح و شام کی تعیین۔

(بخاری شریف جلد 1، صفحہ 180، حدیث 476 دار الکتب العلمیہ بیروت)

4: حضرتِ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے وعظ و تذکیر کے لیے جمعرات کا دن مقرر کیا۔ (بخاری شریف جلد 1، صفحہ 42، حدیث 70، دار الکتب العلمیہ بیروت)

5: اور علماء نے سبق شروع کرنے کے لئے بدھ کا دن رکھا۔ (تعلیم المتعلم صفحہ 72)

(ماخوذ از فتاویٰ رضویہ شریف (مُخَرَّجہ) جلد 9، صفحہ 585 اور 586 رضا فاؤنڈیشن مرکز الاولیاء لاہور)

سوال: کونڈے کی نیاز میں کیا پڑھنا، پڑھوانا یا سُننا سُنانا چاہئے؟

جواب: جو لوگ کونڈے کی نیاز کے موقع پر "لکڑہارے کی کہانی، داستانِ عجیب" پڑھتے یا پڑھواتے ہیں اُن کی خدمت میں عرض ہے کہ اس کہانی میں جو کچھ لکھا ہے اس کا کوئی ثبوت نہیں، اس لئے اس کو ہرگز نہ پڑھا جائے کہ یہ ایک من گھڑت کہانی ہے۔ نیز دس بیبیوں کی کہانی، جنابِ سیدہ کی کہانی، شہزادے کا سر یہ سب قصے بھی

من گھڑت ہیں۔

سیّدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے حالات و واقعات مختصراً میں نے اس رسالے میں جمع کئے ہیں مستند علماء کی کتابوں سے۔ اگر چاہیں تو اس میں سے پڑھ کر سنائیں تاکہ لوگوں تک صحیح معلومات پہنچے۔ (داستان عجیب نامی من گھڑت کہانی کو پڑھنے سے سختی سے پرہیز کریں)۔

سوال: کیا کونڈے کی نیاز میں صرف حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کو ہی ایصالِ ثواب کر سکتے ہیں؟

جواب: کونڈوں کی نیاز میں صرف حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کو ہی ایصال ثواب کر سکتے ہیں کسی اور کو نہیں یہ خیال بھی غلط ہے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک آنے والے تمام مومنین و مومنات کو ایصال ثواب کر سکتے ہیں۔ مسلمان جنات کو بھی اور ایک دن کے بچے کو بھی ایصال ثواب کر سکتے ہیں۔

حضرت سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بہت ہی قریبی صحابی اور کاتب وحی ہیں ان کی تاریخِ وصال 22 رجب ہے جبکہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی تاریخِ وصال 22 نہیں بلکہ 15 رجب ہے۔ لہٰذا مسلمانوں کو چاہئے کہ اگر 22 رجب کو امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے ایصالِ ثواب کے لئے کونڈے کی نیاز کریں تو اس نیاز میں حضرت سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بھی خصوصیت کے ساتھ ایصالِ ثواب کریں۔

حوالہ جات:

- فتاویٰ رضویہ شریف (تخریج شدہ) جلد نمبر 23 صفحہ نمبر 316
- فتاویٰ نعیمیہ صفحہ نمبر 175 تا 176 مکتبہ اسلامیہ، لاہور
- فتاویٰ فیض الرسول حصہ دوم صفحہ نمبر 641، شبیر برادرز، لاہور
- وقار الفتاویٰ جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 202، بزم وقارُ الدین کراچی
- فتاویٰ فقیہ ملت جلد نمبر 2 ’ حصہ نمبر 265 اور 266، شبیر برادرز، لاہور
- بہار شریعت حصہ نمبر 16 صفحہ نمبر 38 اور 286، مکتبۃ المدینہ دعوتِ اسلامی

- سنی بہشتی زیور حصہ سوم صفحہ نمبر 318، فرید بک سٹال، لاہور
- رسالہ فاتحہ کا طریقہ صفحہ نمبر 12 اور 14، مکتبۃ المدینہ کراچی
- تفہیم المسائل جلد دوم صفحہ نمبر 390 اور 391، ضیاء القرآن، لاہور
- ہمارے مسائل اور ان کا حل جلد دوئم صفحہ نمبر 116 اور 117، مکتبۃ اعلیٰ حضرت، لاہور

پیغامِ امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ

خبردار! خبردار!

جب بھی آپ کے یہاں نیاز یا کسی قسم کی تقریب ہو، جماعت کا وقت ہوتے ہی کوئی مانع شرعی نہ ہو تو انفرادی کوشش کے ذریعے تمام مہمانوں سمیت نمازِ باجماعت کیلئے مسجد کا رُخ کریں۔ بلکہ ایسے اوقات میں دعوت ہی نہ رکھیں کہ بیچ میں نماز آئے اور سستی کے باعث معاذ اللہ نماز فوت ہو جائے۔ دوپہر کے کھانے کے لئے بعد نماز ظہر اور شام کے کھانے کے لئے بعد نماز عشاء مہمانوں کو بلانے میں غالباً باجماعت نمازوں کے لئے آسانی ہے۔

میزبان، باورچی، کھانا تقسیم کرنے والے وغیرہ سبھی کو چاہئے کہ نماز کا وقت ہو جائے تو سارا کام چھوڑ کر باجماعت نماز کا اہتمام کریں۔ بزرگوں کی ''نیاز'' کی مصروفیت میں اللہ عزوجل کی ''نماز باجماعت'' میں کوتاہی بہت بڑی غلطی ہے۔ (اللہ ہمیں نیازی کے ساتھ ساتھ نمازی بھی بنائے۔) آمین!

میں پانچوں نمازیں پڑھوں باجماعت
ہو توفیق ایسی عطا یا الٰہی عزوجل

(کلامِ امیرِ اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ)

خادم مسلک اعلیٰ حضرت، طالب عطار

ابوالحسن سیّد احسان اللہ شاہ بخاری قادری عطاری رضوی

یکم جمادی الثانی 1431ھ

رچنا ٹاؤن جی ٹی روڈ شاہدرہ 0313-5632526